رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

Regd. No. L. 77.

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جبتک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

الحکم

(جلد ۱۴) ۱۹۱۰ء

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

(قادیان دارالامان)

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے .... ۵ روپے

خواص سے .... ۱۰ روپے

ہندوستان سے باہر .... ۶ روپے

مجبور احباب اور تنگ طبع احباب سے .... ۲ روپے ۱۲ آنے

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

ہمہ کارم ز خود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

چھپائے کوئی کیا خود کامیوں کو | کہ جولانی ہے سب ناکامیوں کو
یہ خود کامی بھی حالت ہے جنوں کی | خصوصاً جب ہو بیخودی جوگیوں کی
جو عشق دوست کے ہیچ ہو رہے ہیں | جو خود کامی میں مستغرق رہے ہیں
بعشق یار کیا خود کام ہیں وہ | بہر صورت کہ گو بدنام ہیں وہ
ہر اک مقصد سے ہو کر دست بردار | رہ یار چھوڑے ننگ اور عار
ہمہ اسند حال عاشقاں را | عیاں بکنند این از نہاں را
ہمیشہ جو کہ خود ہی پاسداری | کرے اس کی کوئی کیا پردہ داری

حضوری گر ہمی خواہی ازو غایب مشو حافظ
متی ما تلق من تھوی دع الدنیا واھملہا

ہوئی مطلوب حافظ کو حضوری | تو پھر دوری سے نفرت ہے ضروری
وہاں غافل کو نیت کب روا ہے | اگر غافل ہے اکدم خطا ہے
ہنسے جب تک ترک دوری | نہیں ہوگی کبھی حاصل حضوری
میاں چھوڑو یہ دنیا کے فسانے | خدا کی راہ میں ہو بہہ جانے

بوصل یار استعجال کردن
بباید غیر را پامال کردن

راقم
خاکسار میر حامد شاہ از سیالکوٹ

تعلیم الاسلام سکول قادیان

سکرٹیری صاحب صدر انجمن قادیان لکھتے ہیں کہ مہربانی فرما کر خلاصہ نقل معائنہ اسسٹنٹ انسپکٹر صاحب مدارس حلقہ لاہور جو ۱۸ و ۱۹ جون ۱۹۱۰ء کو کیا گیا۔ اخبار میں درج فرما کر مشکور فرماویں۔

"میں نے ۱۸ و ۱۹ جون ۱۹۱۰ء کو مدرسہ ہذا کا یکایک معائنہ کیا۔ اور کام کو اکثر صورتوں میں قابل اطمینان طور پر رواں پایا۔ گذشتہ سالانہ معائنہ سے تعداد طلباء میں ۷ کی ترقی ہوئی ہے۔ میرے پہلے روز کے معائنہ پر ۲۸۱ میں سے ۲۳۴ طلباء حاضر تھے۔

موجودہ عمارات مدرسہ و بورڈنگ کی بوجہ افزونی تعداد کے لئے ناکافی ہو رہی ہے۔ بورڈنگ کے لئے عمارت زیر تعمیر ہے۔ اور مدرسہ کے لئے شاید دوسرے سال شروع کی جاویگی جو زمین مدرسہ و بورڈنگ کے لئے خریدی گئی ہے وہ ضرورت سے زیادہ ہے اور موزوں جگہ پر ہے۔

سامان مدرسہ کافی ہے گزشتہ معائنہ کے بعد کچھ چیزیں ایزاد کی گئی ہیں۔ علاوہ ۱۴ مدرسین میں چنبر سے گیارہ سند یافتہ ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹیچر کا انتظام اچھا ہے

جسمانی ورزش پر کافی توجہ ہوئی ہے اور لڑکوں کی حرکات عموماً قواعد اور مارچنگ میں یکساں تھیں۔ ضبط میرے معائنہ کے وقت اچھا تھا۔ اور لڑکے اسکے پابند معلوم ہوتے تھے۔ سکول لگنے کا وقت مجھے قابل اطمینان معلوم ہوا۔

خاتمہ پر میں خوشی سے اظہار کرتا ہوں کہ مدرسہ موجودہ ہیڈ ماسٹر مولوی صدرالدین صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی کے ماتحت اچھی ترقی پر ہے۔ وہ ایک خلیق شریف آدمی ہیں۔ اور اُن کو اپنے ماتحتوں سے رضامندی کے ساتھ کام لینا خوب آتا ہے۔ (سکرٹیری)

اسلامیہ کالج میں سٹرائیک اور احمدی طلباء کی علیحدگی

لاہور کے اسلامیہ کالج کے متعلق پہلے تو بعض اخبار میں پرنسپل صاحب کے خلاف مضامین نکلتے رہے اور بالآخر طلباء نے کالج میں سٹرائیک کر دیا۔ اور بورڈنگ ہاؤس کا دروازہ بند کر کے طلباء گوشہ نشین ہو گئے۔ ان کا مطالبہ صرف ایک ہی ہے۔ کہ پرنسپل کو الگ کر دیا جاوے۔ احمدی نوجوان۔ جو کالج میں تعلیم پاتے ہیں۔ اُنہوں نے سٹرائیک کرنے والوں سے علیحدگی اختیار کر کے اپنی پاک فطرتی اور سلسلہ احمدیہ کی خصوصیت کو قائم رکھا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ ہر ایک قسم کی بغاوت کی راہوں سے بچنے کی ہدایت کرتا ہے اور اس ہدایت کو اپنے شرائط بیعت میں داخل کر لیا ہوا ہے۔ اور یہ خدا کے فضل کی بات ہے کہ جہاں کہیں طلباء نے سٹرائیک کی وہاں صرف احمدی طلباء تھے جنہوں نے اسی قسم کی تحریکوں میں شامل نہ ہونے کا نہایت جرات اور دلیری سے اعلان کیا۔ سٹرائیک کے وقت الگ رہنے والوں کے لئے ایک خطرناک ابتلا اور تکلیف ہوتی ہے۔ مگر احمدی نوجوانوں نے اس پہلو سے اپنی قومی خصوصیت کو قائم رکھکر بتا دیا ہے کہ فی الحقیقت اُنہوں نے

دین کو دنیا پر مقدم کرنے

کے معاہدہ کو پورا کر کے دکھا دیا ہے۔ اسلامیہ کالج کے احمدی نوجوانوں کو اُن کی اس عملی کارروائی پر صدق دل سے مبارکباد دیتا ہوں اور اُنہیں اس ابتلا میں یہ مسرت اور اطمینان بہت ہی خوش کن ہوگا۔ کہ ان کا امام اُن کے اس فعل سے یقیناً خوش ہے اور وہ ان کے لئے دردمندانہ دعاؤں کے لئے اور بھی جوش پائے گا۔

اور اُن کی یہ بہترین عملی مثال ہمیں امید دلاتی ہے کہ وہ خدا کے فضل اور توفیق سے آئندہ قوم کے مفید اعضاء ہو سکیں گے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔

سکولوں میں اخلاقی و مذہبی تعلیم

مسئلہ تعلیم کے حامی علماء کی موجودہ حالات کو دیکھکر اس امر کی ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ مدرسوں میں باضابطہ اخلاقی اور مذہبی تعلیم دیجاوے مگر سرکار اس کے کرنے سے مجبور ہے۔ اسلئے کہ وہ سرکاری خرچ پر کسی مذہب کی تعلیم دے۔ ہاں! یہ ہو سکتا ہے کہ مختلف مذاہب کے لوگوں کے لئے پرائیویٹ خرچ سے سرکاری مدارس میں مذہبی تعلیم دیجاوے۔ اگرچہ اسکے متعلق بعض اکابر کی رائے ہے کہ مشترکہ اخلاقی تعلیم کا ایک کورس تیار کیا جاوے تو سہولت ہو سکتی ہے مگر یہ درست نہیں مشترکہ اخلاقی تعلیم تو اب بھی ملتی ہے۔ مثلاً جھوٹ کی برائیاں سچ کے فائدے وغیرہ امور اب بھی تعلیمی کورسوں میں موجود ہیں بعض کتاب کے اندر ایسی باتوں کا اندراج کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ جب تک عملی سپرٹ پیدا کرنے کی کوشش نہ کی جاوے۔ اور یہ اسی حالت میں ممکن ہے کہ مذہبی تعلیم کا باضابطہ انتظام ہو خواہ پرائیویٹ طور پر خواہ سرکاری طور پر۔ میں سمجھتا ہوں یہ امر چنداں مشکل نہیں۔ سنسکرت اور عربی کے مدرس موجود ہیں ان زبانوں میں کورس

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر پرنٹر پبلشر چھپ کر شائع ہوا

آسمانی مسیح اور اسکا رفیق مہدی

اور

گورنمنٹ ہم - اور بٹالوی

نمبر ۱

تمہیدی ریمارک

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کے لئے پھر قلم اٹھایا ہے باوجودیکہ وہ اپنے زور قلم کا اس میدان میں بخوبی اندازہ کر چکے ہیں اور انہوں نے دیکھ لیا ہے کہ جس منحوس گھڑی میں اشاعۃ السنۃ کو سلسلہ حقہ کی مخالفت کا ذریعہ بنایا۔ اسی وقت سے ان کا رسالہ اور وہ آپ ہلاک میں گر گئے ہیں - اپنی خفت اور ذلت کا اگر وہ اپنی زبان سے اقرار نہ کریں تو یہ امر دیگر ہے - مگر جو لوگ آج سے بیس سال پہلے ان کو جانتے تھے اور جو حالت ان کے رسالہ کی تھی - آج اسکا مقابلہ اُن کی اور اُن کے رسالہ کی موجودہ حالت سے کیا جاوے تو زمین آسمان کا فرق ہے - یہ وبال اور نکال ہے

سلسلۂ حقہ کی مخالفت کا

اس حالت میں بھی مولوی صاحب کا اس محکم میدان کے ساتھ سوائے عجز کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ عمر کے اس آخری دور میں (جو بقول ان کے انہوں عشرہ ہے) اس قابل نہیں رہے کہ اپنے کاموں کے مآل اور انجام پر غور کر سکیں جبکہ حالت ایسی ہو کہ انکا رسالہ اور وہ خود پبلک میں کوئی خاص امتیاز اور اثر نہ رکھتے ہوں - اور ہمارے سلسلہ کی مخالفت میں انکی ناکامی اور نامرادی ضرب المثل ہو تو اسوقت ان کی تو ہم بار بیہودہ باتوں پر نوٹس لینے کی کیا ضرورت تھی وجہ ہے کہ ہم نہیں چاہتے کہ غلط فہمی پیدا ہونے دیجاوے اس مضمون میں مولوی صاحب نے ہماری جماعت پر پولیٹکل حملہ کیا ہے - اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ ان کی کرتوت کو کھولدیا جاوے - ہمنے مولوی صاحب کے خلاف کہنے میں ابتدا نہیں کی - بلکہ ہماری تحریر دفاعی ہے - اسلئے مولوی صاحب اس مضمون کو صدر گنبد سمجھ کر توجہ اور انصاف سے پڑھینگے -

بٹالوی کی تہذیب

شیخ بٹالوی نے اپنے اس مضمون میں جس قسم کے گندے لٹریچر سے کام لیا ہے - ہم اسے اُن کا عصارۂ دماغ قرار دیکر عطائے تو بلقائے تو کہکر اُن کی ہی نذر کرتے ہیں اور انسانیت سے بعید سمجھتے ہیں - کہ اپنے اخبار کو گالیوں سے آلودہ کریں ہم اس ضمن میں آزادی اور جرات کے ساتھ تسلیم کر لیتے ہیں کہ ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ گالیاں دینے میں ماہر اور استاد ہے اور اس فن میں اُن کا مقابلہ مشکل ہے بٹالوی صاحب بلند رہیں

آنچہ در گفتار فخر تست آن ننگ من است

بٹالوی کی علمی پردہ دری

اس مضمون میں بٹالوی کا ایک جید عالم ہونے کے مدعی کی حیثیت سے پہلا فرض یہ تھا کہ وہ مسیح اور مہدی کے متعلق ایک علمی بحث کر کے ان مطالبات کا جواب دیتا جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے انکے ذمہ چلے آتے ہیں - تاکہ انکی مجتہدانہ اور متکلمانہ شان کا اظہار ہوتا - اور پبلک (مخالف پبلک) اس تاریکی سے روشنی میں آجاتی جو مسیح اور مہدی کے متعلق امور بحث طلب میں اب تک ہے - مثلاً مسیح کی بحث شروع کی تھی تو چاہیئے تھا کہ مسیح کی موت و حیات - عدم رجوع - موتی - اور آمد ثانی کے متعلق ضروری امور پر تنقیدی اور فیصلہ کن بحث کرتا - مگر وہ اس بحث سے آج عاری نہیں ہوا بلکہ بیس سال سے بھاگا ہوا ہے - اسنے اس ضروری مسئلہ کو ہمیشہ اپنے اختراعی ڈھونگوں کی آڑ میں چھپانا چاہا ہے اب بھی مہدی کے متعلق ؛ - پردہ بر انداز گفتگو کرنی چاہیئے تھی - مگر نہیں برخلاف اسکے وہ کہتا ہے

ان خیالات اور ان کے مآخذ پر مذہبی یا علمی اور محققانہ یا متکلمانہ بحث کرنا اور ان کے دلائل و اصول کا باہم موازنہ و مقابلہ کر کے صحیح خیال کی تصحیح تائید اور ضعیف خیال کی تضعیف اور تردید کرنا ہمارا مطلوب نہیں ہے ''

اس سے بڑھکر علمی کمزوری بٹالوی صاحب کی کیا ہو گی - بحیثیت ایک مولوی کے ان کا کام تو صرف یہ تھا کہ رطب و یابس امور کا ایک ذخیرہ پیش کر دیں اور پبلک کو تاریکی میں رکھیں -

پھر اسی پر بس نہیں کیا - چونکہ ان کا ضمیر انہیں ملزم کر رہا تھا - اس لیئے الٹو میٹم بدی پر بھی کہدیا کہ

... کوئی صاحب ہرگز مجاز نہ ہونگے کہ ہماری اس پولیٹکل بحث کے مقابلہ میں مذہبی علمی بحث کو چھیڑدیں اور کسی خیال قدیم یا جدید کو دلائل کی تصحیح یا تضعیف کے در پے ہو کر اس خیال کا قوی یا ضعیف ہونا ثابت کریں - یا یہ ثابت کرنے لگجائیں کہ آنیوالے مسیح کو حضرت عیسےٰ ابن مریم مراد نہیں الی آخرہ . ان کے جواب سے سکوت محض اختیار کرینگے " ؛

ہماری سمجھ سے یہ امر بالاتر ہے اور یہ کوئی فلاسفر بٹالوی فلسفہ ہی حل کر سکتا ہے کہ جب تک ایک امر کی صحت و سقم کا فیصلہ نہ ہو لے تو اسکا نتیجہ قطعی اور یقینی کیونکر ہو گا -

مثال کے لیئے ہم اسکو یوں بیان کر سکتے ہیں کہ اگر مہدی کے متعلق اسکی آمد کی احادیث ہی ضعیف اور مجروح ہوں تو اسکے آنے کا جو کچھ بھی خطرہ یا فائدہ ہو وہ محض خیال اور ظنی ہو گا - پھر ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کا مسیح اور مہدی کے متعلق علمی اور مذہبی بحث سے کنارہ کشی کر کے یہ بتانا کہ ان کے آنے سے جو خطرات بیان کیئے جاتے ہیں وہ غلط ہیں - ایک ایسا فلسفہ ہے جو اعیان اہل حدیث کی خاص توجہ چاہتا ہے اور عشرہ متمم میں زندگی بسر کرنے والے مولوی ہی کو سزاوار ہے غالباً یہی وجہ ہے جو اہل حدیث اب مولوی صاحب کے لئے تنسیخ کی تجویز کرتے ہیں - اس بحث کے اٹھانے میں تو شیخ بٹالوی نے اپنی منطق و فلسفہ کی لٹیا ہی ڈبو دی - یہ بھی نتیجہ ہے

سلسلۂ حقہ کی مخالفت کا

کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کا علم سلب کر دیا

؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎ -

بٹالوی کا مخفی عقیدہ

اصل بات یہ ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب دراصل مہدی کی حدیثوں کو ضعیف اور مجروح یقین کرتے ہیں اور ان کے اعتقاد میں آنے والا مہدی کوئی نہیں ہے۔ صرف عوام کی بدظنی سے بچنے کو لئے وہ کہہ دیتے ہیں کہ میں مہدی کا قایل ہوں۔ ورنہ ان کی تحریروں سے جو کچھ بھی ثابت ہوتا ہے وہ یہی ہے۔ چنانچہ اسی رسالہ میں جو شایع کیا گیا ہے یہ راز الفاظ کے مختلف پیرایوں میں چھپانے کی کوشش کی گئی ہے مگر وہ چھپ نہیں سکا اور اپنے موقع پر اس راز کا انکشاف کیا جائے گا وباللہ التوفیق۔

بٹالوی کا پہلا مغالطہ

مولوی محمد حسین صاحب کو مغالطہ دینے کی بڑی عادت ہے۔ چنانچہ اس مضمون میں بھی اس عادت کو انہوں نے نہیں چھوڑا۔ مہدی کی بحث کے متعلق جو چال انہوں نے اختیار کر رکھی ہے وہ یہ ہے کہ اس مضمون کو وہ تفصیل طلب کہہ کر اور آئندہ کسی دوسرے وقت پر ٹال کر خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔ چنانچہ جلد (۷) سے انہوں نے اس مضمون کو چھیڑا ہے۔ مگر ۲۲ ویں جلد تک وہ تفصیل نہیں دے سکے جیسا کہ وہ آپ ہی لکھتے ہیں :-

"ہم اس مضمون میں آنے والے مہدی کے متعلق ان احادیث میں (جو محل کلام محدثین ہیں جنکی طرف ہم رسالہ نمبر ۱۲ جلد ۷ اور نمبر ۲ جلد ۹ - اور نمبر ۳ و ۴ جلد ۱۱ میں بحوالہ کلام ابن خلدون اشارہ کر چکے ہیں - اور اس میں تفصیلی بحث کا وعدہ بھی کر چکے ہیں) کوئی محدثانہ کلام نہ کریں گے۔"

اب نہیں معلوم اس وعدہ کا ایفا کب ہوگا؟ بیس برس کے اندر تو ہوا نہیں۔ اس عدم ایفا وعدہ کے لئے بھی بٹالوی صاحب بعض مصالح مذہبی کو وجہ قرار دیتے ہیں۔ مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ مصالح مذہبی کیا ہیں؟ غالباً وہ مصالح یہی ہونگے ہیں کہ اس مضمون کی اشاعت بٹالوی عقیدہ مہدویت کی حقیقت کو کھول دیگا۔ پس وہ ایسے تفصیلی مضمون کے وعدوں سے مسلمان پبلک اور گورنمنٹ کو مغالطہ دیتا ہے اور اپنی دانست میں دوسروں کو بیوقوف سمجھتا ہے کہ اسکی چالوں سے بیخبر ہیں۔

مہدی کے متعلق ہماری اور بٹالوی کی پوزیشن (موجودہ)

اسی مضمون میں بٹالوی نے یہ بھی ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ مضمون اس نے ۱۸۸۳ء میں مسٹر ینگ بالقابہ سابق لفٹیننٹ گورنر پنجاب کے عہد میں لکھا تھا اور صاحب ممدوح کو دکھایا بھی تھا۔ مگر پولیٹیکل اور مذہبی مصالح کی نظر سے اسکی اشاعت غیر ضروری سمجھکر ملتوی کر دی تھی۔ اس صاف یہ نکلتا ہے کہ اگر اس مضمون کی کوئی پولیٹیکل اہمیت ہوتی تو یہ اس وقت شایع کرنا ضروری تھا جب کہ مہدویت کے مدعی نے تازہ تازہ دعوی کیا تھا۔ اور بٹالوی نے مخالفت کے لئے اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا۔ مسٹر ینگ بوجہ پادریانہ مذاق رکھنے کے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحریک سے خوش نہیں تھے۔ ایسی حالت میں جبکہ مولوی محمد حسین کا مضمون پولیٹیکل وجہ سے ملتوی کئے جانے کے قابل تھا۔ تو آج تو وہ ردی کی ٹوکری میں ڈالنے کے قابل ہے ایسا ہی یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ مولوی عبد الجبار کو بھی یہ مضمون دکھایا گیا تھا۔ اگر یہ مضمون مذہبی حیثیت سے کوئی وقعت رکھتا تو ارباب ایڈیٹر اشاعۃ السنہ پورب پچھم کے علماء کے اس پر دستخط کراتا اور تقریظیں لکھاتا مگر معلوم ہوتا ہے کہ علمی اور مذہبی تحقیق کے معیار سے اس گرے ہوئے مضمون کو کسی نے بھی پسند نہیں کیا۔ اسلئے بھی اسکی اشاعت کو معرض التوا میں ڈالا۔ اب جبکہ اشاعۃ السنہ کے لئے کوئی مضمون نہ ملا تو اسی باسی کڑھی میں ابال ڈال کر بٹالوی بزرگ نے اعیان اہلحدیث کے سونگھنے کے لئے رکھ دیا۔

بہرحال مہدی کے مسئلہ کے متعلق ہماری اور بٹالوی کی پوزیشن صاف ہو جاتی ہے۔ سب سے اول احمدی تحریک کے بانی نے اپنی مہدویت کا اعلان کرتے ہوئے اس امر کو ظاہر کیا کہ آنے والا مہدی سیف و سنان سے کام نہ لیگا بلکہ پیچ اور براہین اور آسمانی نشانات سے وہ اسلام کی صداقت کو ثابت کرے گا اور اس کی کامیابی اور اظہار دین کی یہی راہ ہوگی۔ یہ ہمارا مذہب ہے مہدی کے متعلق۔

اب بٹالوی نے بھی صاف الفاظ میں تسلیم کر لیا ہے کہ

"اس شان کو پیدا کرنے میں وہ زمینی تدبیروں اور انسانی سازشوں کے محتاج نہ ہونگے اور میدان جنگ و جدال و خونریزی و قتال آراستہ کر کے تلوار سے کام نہ لینگے۔ بلکہ اپنی روحانی طاقتوں اور آسمانی نشانوں کے ذریعہ اس شان کو پیدا کرینگے"۔ (اشاعۃ السنہ صفحہ ۸۰)

امام مہدی سے جو کچھ ظہور میں آئے گا وہ روحانی اور آسمانی نشان کے ظہور پر ہوگا۔ (صفحہ ۸۱)

تلوار و تفنگ اور خونریزی و جنگ امام مہدی کے شایان شان نہیں ہے اور ان کی آسمانی برکات خونریزی و جنگ سیفی سے ان کو مستغنی کر دینگے (صفحہ ۱۳۲)

غرض نہ ایک جگہ اور نہ دو جگہ بلکہ متعدد مقامات پر بٹالوی نے تسلیم کر لیا ہے کہ آنے والا مہدی خونی مہدی نہیں ہوگا۔ اب اہل انصاف سے اپیل ہے کہ اس سے بڑھکر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی فتح کیا ہوگی ہے کہ مولوی محمد حسین کو آمد مہدی میں اپنا

ہم عقیدہ بنالیا

پھر کس قدر تعجب کی بات ہے کہ اس عقیدہ کو رکھنے والا۔

ایک پولیٹیکل خطرہ ہے

نلک از قسمت خیزی۔ گورنمنٹ انگلشیہ کے لئے مسئلہ مہدی کا جو حل اقرب بالامن آپ پیش کرتے ہے وہ تو یہی ہے کہ مہدی سیف و سناں کے ساتھ نہیں آئے گا۔ روحانی نشانات اور آسمانی تائیدات عیسیٰ علیہ السلام ظاہر کریگا۔ مگر جس سلسلہ نے اس تعلیم کو پھیلایا اور چار لاکھ سے زاید مسلمانوں سے اس عقیدہ کو منوا دیا وہ اسکے نزدیک خطرناک ہے!! اس سے بڑھکر شرمناک حالت بٹالوی بزرگ کی کیا ہوگی۔ اب انکی رجوع کرنے میں باقی ہی کیا رہا ہے؟

رہا یہ امر کہ دوسرے مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے یا نہیں؟ کم از کم بٹالوی اپنے اعیان اہلحدیث سے ہی اس پر دستخط کرا دے۔ ہم تو دل سے چاہتے ہیں کہ مسلمان ان خطرناک عقاید کو چھوڑ دیں۔ جو مہدی کے متعلق بعض اہل حدیث کی کتابوں میں درج ہیں اور جن کا ذکر اور بحث ہم اپنے موقع پر انشاء اللہ کریں گے۔

اگر بٹالوی کے اس اعلان کردہ عقیدہ کے موافق کم از کم اہل حدیث بزرگ ہی تصدیق کر دیں تو سب سے زیادہ خوش ہم ہوں گے۔ مگر افسوس ہے بٹالوی کی یہ بیل منڈھے نہیں چڑھنے کی۔

امیر کابل اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

اسی مضمون کے ضمن میں بٹالوی نے یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود مغفور نے امیر کابل پر غیر مشروط لغایانہ حملہ کیا۔ اور اس سے گورنمنٹ کو دھوکا دیا کہ ہندوستان و افغانستان و دیگر بلاد اسلامیہ کے مسلمان اس مہدی موعود کے منتظر ہیں جو زمین پر خونریزی کریگا۔"

دوسرے مسلمان اس عقیدہ کو رکھتے ہیں یا نہیں؟ یہ صرف بٹالوی کے کہہ دینے سے درست نہیں ہو سکتا۔ نواب صدیق حسن خان مرحوم کی تصنیفات کھول کھول کر بتاتی ہیں کہ مہدی کے متعلق ان کا کیا مذہب اور عقیدہ ہے؟ اس اعتراض کا جواب صرف ایک ہی طرح پر ہو سکتا ہے کہ مولوی محمد حسین اہل حدیث اور حنفی اور شیعی علماء کی طرف سے ایک مشترکہ تحریر شایع کرا دیں جس میں وہ اپنے اس عقیدہ سے بیزاری ظاہر کر دیں۔ اور لکھ دیں کہ

"ہم کسی ایسے مہدی کے قایل نہیں جو
آکر لڑائیاں کریگا اور سیف و سناں سے کام لیگا"

چشم ما روشن دل ما شاد۔ اسی اصل کو تو ہم مسلمانوں کے ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں۔ رہا یہ امر کہ "امیر کابل پر غیر مشروط لغایانہ حملہ کیا ہے" یہ خود بٹالوی کی شرافت کی دلیل ہے۔ وہ تو ہر جیسی امیر کابل کو مخاطب کر کے کہتا ہے

شعر

سب مریضوں کی ہے تمہیں پہ نگاہ
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

بٹالوی کابل کی روٹیاں کہا چکا ہے اسکے حق نمک میں وہ جو کچھ چاہے کہے۔ ہم سلطنت کابل کو کبھی برٹش رول پر ترجیح نہیں دے سکتے جہاں ہمیں مذہبی آزادی حاصل ہے کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ کابل میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دو رکن شہید کئے گئے؟ پھر ہم کیونکر اپنی خوشنودی کا اظہار کر سکتے ہیں؟

برٹش راج کے مقابلہ میں کسی اسلامی سلطنت میں بھی ہمارے لئے امن نہیں ہے بلکہ وہ اسلامی سلطنتوں سے زیادہ با برکت ہے۔

امیر کابل نے اگر مہدی کے متعلق اپنا عقیدہ اہل حدیث کے خود ساختہ الحمد و کیش کو لکھ کر بھیجا ہے تو اسے مناسب ہے وہ خود اسے شایع کر دے۔ اور اگر نہیں تو خود تراش کر ایک بات کہنا اتقاء کے خلاف ہے۔

(باقی دوسرے نمبر میں انشاء اللہ العزیز)

سلسلہ اشاعت اور ریڈنگ روم

سلسلہ کی اشاعت کے لئے خصوصیت سے توجہ کی ضرورت ہے اور اس غرض اور مقصد کیلئے اول واعظین کا تقرر ہے۔ اب وقت ہے کہ ملک کے مختلف حصوں میں واعظ کثرت سے پھیلا دئے جائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے مختلف مقامات پر بدون کسی خاص اہتمام کے واعظین کو بھیج کر دکھا دیا ہے کہ واعظین کے تیار کرنے میں بھی کوئی دقت نہیں ہے۔ حضرت کی دعا اور توجہ نے امیدوں سے کام لے لیا ہے۔ مجھے اس مقام پر واعظین کے متعلق کچھ ذکر نہیں کرنا۔ بلکہ اشاعت سلسلہ کے دوسرے ذرائع میں سے مختلف مقامات پر ریڈنگ روم کھولے جانے کی تجویز اور تحریک کا پیش کرنا ہے۔ اوایل میں جب انجمنوں کے نظام کی تحریک کی گئی تھی۔ اور انجمنوں کے قواعد تیار ہوئے تھے۔ اسوقت یہ بھی ان قواعد میں رکھا گیا تھا کہ ضلعوار واعظ مقرر کئے جائیں۔ اور کم از کم ہر ضلع کی انجمن ایک لائبریری بھی قایم کرے مگر جہاں تک واقعات سے اس سوال کا تعلق ہے یا میرے علم پر موقوف ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ فیروزپور کے سوا کسی جگہ کوئی پبلک لائبریری نہیں کھولی گئی میرا قیاس ہے۔ خدا کرے یہ غلط ہو۔ لاہور۔ اور سیالکوٹ جیسے شہروں میں جہاں کی انجمنیں تمام انجمنوں میں وقعت اور عزت کے لحاظ سے سر کردہ ہیں۔ وہاں بھی کوئی لائبریری میرے علم میں نہیں۔

لائبریریوں کا اجراء اور افتتاح آج نہایت مفید اور بابرکت امر ہے اور مسلمانوں نے ہمیشہ فیاضی کے ساتھ کتب خانوں کے اجرا سے اپنی علمی کوششوں کو وسیع کیا ہے۔ میں ایک مسلمان سیاح ابو زید بلخی فلسفی کے حالات پڑھتا تھا۔ وہ بخارا کے ذکر میں لکھتا ہے کہ کتب خانے پبلک ہوتے تھے اور اہل علم کو مطالعہ اور کتب بینی کے لئے وظیفہ دیا جاتا تھا۔ بلکہ اس زمانہ میں یہ ذوق اس قدر عام ہو گیا تھا کہ سراؤں میں بھی کتب خانے قایم کئے جاتے تھے۔

مسلمانوں کی علمی فیاضیوں کی یہ داستان بہت دلچسپ اور قوت بخش ہے اور میں لمبے یہاں سنانا اپنا مقصد نہیں سمجھتا بلکہ میری غرض صرف یہ ہے کہ مسلمانوں نے ہمیشہ پبلک میں علمی مذاق اور اپنے مذہب و عقاید کی اشاعت کے لئے کتب خانوں کو ایک شاندار ذریعہ سمجھا ہے آج یہ مذاق مغربی قوموں میں جس حد تک بڑھ گیا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ یہاں تک ہوٹلوں اور قہوہ خانوں میں بھی مطالعہ کتب و اخبارات کا سامان بہم پہنچایا جاتا ہے اور اب تو یہ مذاق اس قدر ترقی کر گیا ہے کہ ڈبل روٹیوں پر اخبارات چھاپے جاتے ہیں۔ اور جہاز کے مسافروں کے لئے جہازوں میں اخبارات کا چھاپنا شروع ہو گیا ہے۔ مسیح موعود کا زمانہ نشر صحف کا زمانہ ہے۔ اور اگر اسوقت ہم ان اسباب سے کام نہ لینگے جو اشاعت کے لئے اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دئے ہیں تو ایک قسم کا کفران نعمت کریں گے۔ بس فیروزپور کی جماعت کی تقلید کر کے ہر جگہ کی انجمن کو اپنے ہاں ایک کتب خانہ کھول دینا چاہئے۔

جہاں حضرت مسیح موعود مغفور کی تمام تصانیف اور سلسلہ کے بزرگوں کی تالیفات کی کم از کم دو دو جلدیں رکھی جائیں۔ اور سلسلہ کے اخبارات اور رسالے منگوا کر عام لوگوں کے پڑھنے کو لئے رکھے ہوں۔ سلسلہ کی کتابوں کے سوا عام اسلامی کتب جو آریوں اور عیسائیوں کی تردید میں لکھی گئی ہیں وہ بھی موجود رہنی چاہئیں اور ایک مدراسے اشتہارات [illegible] عام واقفیت پیدا ہوتی رہے جیسے روزانہ یہ اخبار ہے) بھی آنے چاہئیں۔ ابھی تک نہیں کہ اس قسم کی لائبریریوں کے اجرا سے اخراجات بیس بیٹھی ضرور ہونگی

مگر یہ اخراجات خدا کے فضل سے بہترین نتائج پیدا کرنے والے ہوں گے۔ ہمارے اور ہمارے مخالف مسلمانوں کے درمیان جو غلط فہمی پھیلائی گئی ہے وہ سلسلہ کی کتابوں کے پڑھ لینے کے بعد گم ہو سکتی ہے۔ اور جہاں اسکا تجربہ ہوا ہے یہی ثابت ہوا ہے۔ پس اگر انجمنیں اس طرف توجہ کریں تو یہ کام تبلیغ کا آسانی سے ہو سکتا ہے۔ سالانہ جلسوں پر جو روپیہ خرچ کرنے کے لئے جوش دکھایا جاتا تھا۔ اگر انجمنیں اس روپیہ کو اسی رنگ میں خرچ کرنا چاہیں تو یہ بحمد اللہ زیادہ مفید ہو گا۔ میں چاہتا ہوں کہ دوسرے لوگ بھی اس تحریک پر کچھ لکھیں۔

ممالک غیر میں تبلیغ کے لئے پہلا قدم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بعثت اور قیام کی اصل غرض تو اشاعت اسلام ہے

اور یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود مغفور نے جو اس سلسلہ کے بانی اور امام تھے اکمال دین اتمام نعمت کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ تکمیل ہدایت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سعادت میں ہو چکی اور تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے یہ زمانہ ہے جس میں ہر قسم کے اسباب اور وسایل میسر ہیں۔ اندرون ملک میں ہدایت کی اشاعت کا جو کام ہوا ہے وہ زیادہ تر اخبارات اور رسائل و کتب کے ذریعہ ہے اور اسی میں کسی قدر اضافہ حضرت خلیفۃ المسیح مد ظلہ العالی کے عصر سعادت میں واعظین کے ذریعے ہوا ہے۔ واعظین کے متعلق میں پھر کبھی لکھوں گا۔ اگر توفیق ملی۔ سر دست میں صرف عنوان پر کچھ عرض کرتا ہوں۔

ممالک خارجہ میں سلسلہ کی اشاعت کا ذریعہ ریویو انگریزی رسالہ ہے جس کی بہت تھوڑی سی تعداد یورپ۔ امریکہ یا دوسرے ممالک میں پہنچ جاتی ہے پچھلے سال مسٹر انگیز نیڈر رسل ویب کی ایک چٹھی کی تحریک پر یہ سوال پیدا ہوا تھا کہ یورپ اور امریکہ کے لئے ایک اسلامی مشن قایم کیا جاوے اس سوال پر بہت سے متعدد آرٹیکلوں کے ذریعہ یہ ظاہر کیا کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ یورپ اور امریکہ میں تبلیغ کے لئے کوئی وفد بھیجا جا سکے۔ سب سے بڑی وقت سرمایہ کی قلت تھی اور پھر یورپ یا امریکہ کے لئے آدمیوں کا مہیا کرنا بھی آسان امر نہ تھا۔ آخر سالانہ جلسہ کے موقع پر احمدیہ کانفرنس میں یہ سوال باضابطہ پیش ہو کر طے ہو گیا کہ پہلے سرمایہ کا بہم پہنچانا ضروری ہے۔ اور تین چار سال کا سرمایہ جمع ہونے پر یہ قدم اٹھایا جاوے۔

اس سوال کا فیصلہ سرمایہ کی موجودگی کی حیثیت سے اسی رنگ میں ہو سکتا تھا مگر اب سوال یہ ہے کہ آیا فنڈ کے لئے کوئی تحریک کانفرنس کے بعد کی گئی ہے اسکا جواب میں کہا جاوے گا کہ سر دست چونکہ تعمیر بورڈنگ ہاؤس کی تحریک زیر نظر ہے اور بورڈنگ ہاؤس کی تعمیر نہایت ضروری ہو گئی ہے۔ اسلئے جب تک اس کام سے فرصت نہ ہوے اس فنڈ کے متعلق کوئی تحریک نہیں کی جا سکتی۔ اور کی جائے تو ابھی کامیابی ممکن نہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ جواب ایک حد تک درست ہو سکتا ہے مگر جو یورپ میں رسالہ کے ذریعہ میں چھاپی جاتی ہے۔ اسکے سلسلہ وار پڑھنے سے شاید یہ قابل اطمینان نہ ہو بہرحال ممالک غیر میں تبلیغ کے لئے قدم اٹھانا ضروری ہے۔ اور میری سمجھ میں اسکے لئے ایک آسان صورت آتی ہے اگر وہ مفید ہو سکے تو اس سے فائدہ اٹھایا جاوے

اس میں کوئی کلام نہیں کہ ایک مستقل مشن ولایت [illegible] قایم کرنا بہت سے اخراجات کو چاہتا ہے۔ لیکن اگر اشاعت اسلام کے سلسلہ میں کسی قابل گریجوایٹ کو ولایت میں وظیفہ دیکر تکمیل تعلیم کے لئے بھیجدیا جاوے اور وہاں اسکو سلسلہ کے ایک ایجنٹ کی حیثیت سے رکھا جاوے تو تھوڑے خرچ پر سلسلہ کی اشاعت اور اشاعت کے آسان ذریعوں کا علم ہوتا رہیگا۔ اور ایک طالب علم اسوقت تک کہ باقاعدہ ایک وفد طیار ہو سکے خدا کے فضل سے اس قابل ہو سکیگا کہ وہ اس وفد میں نمایاں حصہ لے۔ اور اسکے ساتھ ہی وہاں کی علمی ترقی سے فایدہ اٹھا کر کسی دوسرے وقت (جبکہ ہم یہاں کالج قایم کر سکیں) وہ ایک اچھے پروفیسر کا کام دے سکیگا۔ اس میں کلام نہیں کہ یکدم اس تجویز پر عمل کرنے سے غالباً ڈیڑھ سو روپے کے قریب اخراجات کا بوجھ پڑ جائیگا مگر یہ رقم آگے چل کر خدا ہی کے فضل اور توفیق سے زیادہ قیمتی اور کارآمد ثابت ہو سکتی ہے

تجاویز اور تحریکات ابتداءً قیاسی اور خیالی امور ہوتے ہیں۔ لیکن بالآخر ان تجاویز ہی عملی صورتیں نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہیں۔ ولایت میں کسی گریجوایٹ کا بھیجا جانا انشاء اللہ کسی صورت میں خالی از فایدہ نہیں ہوگا جب تک وہ وہاں رہیگا۔ سلسلہ کی اشاعت کسی نہ کسی رنگ میں کرتا رہیگا۔ ہاں اس مقصد کے لئے جو گریجوایٹ منتخب کیا جاوے اسکے لئے یہ ضروری ہو کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ سے ایک مرتبہ خصوصیت سے قرآن مجید اور دینیات کی چند کتابیں پڑھ لے مثلاً اسوقت شیخ تیمور صاحب نے ایم اے کا امتحان پاس کر لیا ہے اور وہ باقاعدہ حضرت سے دینیات کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور ایسا ہی مولوی محمد الدین بی اے سیکنڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام ہیں۔ چودھری فتح محمد بی اے جو علی گڑھ کالج میں ایم اے کے لئے طیاری کرنے کے واسطے بھیجے گئے ہیں سلسلہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کے تربیت یافتہ ہیں اس قسم کے نوجوانوں میں سے کوئی ایک طالب علم بھیجا جا سکتا ہے اس سے قادیان کی انجمن کے کام سے جو ان عام مسلمانوں میں ایک خاص دلچسپی پیدا ہو گئی ہے وہاں تھوڑے سے خرچ میں سلسلہ کا بہت بڑا کام ہو سکیگا۔ تعلیم الاسلام کالج کے لئے ایک پروفیسر طیار ہو سکے گا۔ اشاعت اسلام کے لئے ایک عمدہ واعظ مل سکیگا (انشاء اللہ العزیز)۔ ممکن ہے میری اس تجویز پر بعض لوگ ہنسیں اور اُن کو شیخ چلی کے خیالات کا نتیجہ قرار دیں۔ مگر مجھے اسکی پروا نہیں میں اپنی دانست میں اسکو ایک مفید صورت سمجھتا ہوں اور غور کرنے کے لئے میں نے اسے پبلک کو دیا ہے۔ اسکی تائید یا تردید میں جو تحریریں میرے پاس آئینگی میں انہیں انشاء اللہ الحکم میں چھاپ دونگا۔ ضروری معاملات پر قومی رائے کے اظہار کا یہی بہترین طریق ہے جس سے ابھی تک بہت کم فایدہ اٹھایا جاتا ہے۔ مگر مجھے امید کرنی چاہئے کہ یہ تحریک کم از کم نوجوانوں میں کوئی حس پیدا کریگی و باللہ التوفیق۔

انجمن راجپوتان ہند

انجمن کا کام خاموشی سے ہو رہا ہے۔ سیکرٹری صاحب نے افتتاحی جلسہ کی رپورٹ بھیجی ہے۔ اب اسکی اشاعت خارج از بیان ہو جانے کی وجہ سے زیادہ مفید نہ ہوگی۔ انجمن کا دائرہ اثر بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور سب سے بڑی بات اسکی مالی حالت کی اصلاح ہے۔ اس انجمنوں کے دور میں کسی انجمن کا قائم کر لینا اور اس کے عہدہ دار مقرر کر لینا تو ایک آسان امر ہوتا ہے مگر ان اغراض اور مقاصد کو (جو اسکے قیام سے مدنظر ہوتے ہیں) ملحوظ رکھکر کام کو جاری رکھنا اصل بات ہے۔ اسلئے میں سیکرٹری صاحب انجمن مذکور کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ انجمن کے ممبروں کے دائرہ کے بڑھانے اور وصولی چندہ میں سعی کریں۔ ایسا ہی انجمن کے سرپرست اور معزز صدر چودہری غلام احمد خان رئیس کانہ [illegible] کو اپنے اثر اور رسوخ سے کام لیکر انجمن کی ضروریات کے لئے کسی مستقل انتظام کے لئے قدم اٹھانا چاہیئے۔

انجمن ترقی تعلیم امرتسر

امرتسر میں اس نام سے جو انجمن قائم ہوئی ہے وہ نہایت قابل قدر کام کر رہی ہے جو لوگ آجکل مسئلہ تعلیم کے حل کی طرف متوجہ ہیں۔ انہوں نے اپنے ماتحت قومی سکول کھولنے کی بجائے یہ ضروری اور آسان ذریعہ سمجھا ہے کہ وظائف دئے جاویں۔ انجمن ترقی تعلیم کے روشن خیال ممبر بھی اسی پالیسی کو مسلمانوں کے لئے پسند کرتے ہیں۔ ہمیں شک نہیں کہ اگر اسلامی سکولوں کی بجائے مسلمان بچوں کی مذہبی نگرانی اور عملی تربیت کے لئے بورڈنگ ہاؤس قائم کئے جاویں جو اسلامی سکولوں کے اجراء کی اصل غرض ہے تو یہ کام بہتر طریق سے ممکن ہے مگر اب مدارس کا اجراء ایجیٹیشن ہو رہا ہے اور کسی حد تک مفید بھی ہے۔ بہرحال انجمن ترقی تعلیم مسلمانان امرتسر نے اس سال پچاس روپے کے وظائف میڈیکل تعلیم کے لئے اور چالیس روپے کے وظائف انجنیئرنگ تعلیم کے لئے دینے منظور کئے ہیں۔ اس طریق پر جہاں پانچ چھ مسلمان دو اچھے صیغوں میں تعلیم پائینگے وہاں انتظامی جھگڑوں اور بکھیڑوں سے یہ انجمن بالکل الگ رہیگی۔ کیونکہ بالطبع انسان دوسروں پر حکومت چاہتا ہے۔ اور جب کوئی خاص انسٹیٹیوشن کسی انجمن یا سوسائٹی کے ماتحت ہو تو اختیارات کے لحاظ سے عہدہ داروں کے انتخاب وغیرہ پر آئے دن جھگڑے رہتے ہیں۔ مگر یہ پنجاب میں پہلی انجمن ہے جو تعلیمی مقاصد کے لحاظ سے زیادہ مفید اور کارآمد ہے۔ علیگڑھ کی تعلیمی کانفرنس کی مقامی کمیٹیاں بھی مسئلہ تعلیم کا حل اسی اصول پر کرنا چاہتی ہیں کہ دوسری مقامی سکولوں میں مسلمان بچوں کو وظائف دیکر تعلیم دلائیں۔ چنانچہ سرہند کی مقامی کمیٹی نے اپنے جلسہ کی تقریب پر اس اصول کو پیش کیا۔ اور مولوی ادریس احمد صاحب نے اپنی تقریر میں اس اصل کی اور بھی وضاحت کی۔ بہرحال امرتسر کی تعلیمی کمیٹی امید ہے خدا کے فضل سے ایک عمدہ نظیر ہو سکیگی ؛

بمبئی میں مسلمان یتیم لڑکیوں کا انتظام

بمبئی کے پولیس کمشنر صاحب مسلمان یتیم لڑکیوں کی پرورش اور تربیت کا انتظام کرنا چاہتے ہیں جو سکیم صاحب موصوف نے تیار کی ہے اس کے رو سے بارہ لڑکیوں کا ماہوار خرچ ساڑھے چار سو روپیہ تجویز ہوا ہے۔ ہماری سمجھ اس صرف کو نہیں سمجھ سکتی۔ ساڑھے چار سو روپے ماہوار میں کم از کم ۶۰ لڑکیاں پرورش پا سکتی ہیں۔ اس قدر کثیر اخراجات ایک یتیم خانہ کے حسب حال نہیں ہو سکتے امید ہے بمبئی کے سربرآوردہ مسلمان اس سوال پر غور کرکے پولیس کمشنر صاحب کو ایسی سکیم کی تیاری کا مشورہ دیں گے جس سے غریب مسلمانوں کی بہت سی یتیم لڑکیاں آوارگی سے محفوظ رہکر پرورش پا سکیں ؛

لغو رائے

لاہور کے نئے اخبار ملت نے اخبار نویسی کے امتحان لئے جانے کی رائے دی ہے۔ اور اس امتحان کے لئے ایک کورس بھی خود ہی تجویز کر دیا ہے۔ اس رائے کی لغویت میں کوئی شبہ نہیں۔ محض کسی امتحان کے پاس کر لینے سے یہ نہیں قرار پا سکتا کہ پاس کرنے والا فی الحقیقت ایڈیٹری کی قابلیت بھی رکھتا ہے۔ ایڈیٹر بھی شاعروں کی طرح پیدا ہوتے ہیں۔ بنائے نہیں جاتے۔ یہ دماغ کی قدرتی بناوٹ پر موقوف ہے۔ ہمارا معزز معاصر ہمارے اس اختلاف پر ناراض ہو تو ہم اسکی پروا نہیں کرتے۔ مگر ہم یقیناً جانتے ہیں کہ اس رائے سے شاید ہی کوئی اخبار نویس متفق ہو نہ اسلئے کہ وہ اخبار نویسی کے امتحان کے ناقابل ہیں بلکہ اسلئے کہ یہ معیار کوئی معیار نہیں ہے ؛

دارالامان کا ہفتہ

خدا کا شکر ہے کہ ہمارے امام اور مطاع اور آپ کا خاندان ہر طرح سے بخیریت ہے اس ہفتہ میں خاندان حضرت خلیفۃ المسیح میں خوشی کی ایک تقریب ہوئی یعنے آپ کی صاحبزادی امۃ الحی نے قرآن مجید ختم کیا جو حضرت کی خاص خوشی اور مسرت کا موجب ہوا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید ہی آپ کی غذا ہے اس تقریب پر (۱) والدہ امۃ الحی نے لڑکیوں کے مدرسہ میں شیرینی تقسیم کی اور دعوت دی۔ گرل سکول کی معلمہ کو انعام دیا۔ اللہ تعالیٰ ایسی سعادت بخش تقریبوں کے بکثرت سامان کرے۔

۲- حضرت مسیح موعود مغفور کا خاندان بھی بخیریت ہے۔

۳- ہفتہ زیر اشاعت میں کثرت سے بارش ہوئی اور قادیان اب جزیرہ کی صورت بنا ہوا ہے۔ مدرسہ کی جدید نامکمل عمارتیں رکی ہوئی ہیں اور اگر بارشوں کا سلسلہ جاری رہا تو خدانخواستہ بعض کے نقصان کا اندیشہ ہے۔ انکے محفوظ کرنے کے لئے بڑی کوشش ہو رہی ہے۔ بارش کا سلسلہ جاری ہے۔

۴- مرزا نظام الدین صاحب سرگروہ نمبردار قادیان کے خاندان پر موت نے عبرت بخش حملہ کیا یعنی ایک

صدر انجمن کا ماہواری گوشوارہ

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ماہوار گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ مئی ۱۹۱۰ء کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں یکم اپریل ۱۹۱۰ء کو امین انجمن کے ہاتھ میں [illegible] تھی۔ اس کے مقابلہ میں یکم مئی ۱۹۱۰ء کو (جو غلطی سے رسالہ میں یکم اپریل ہی دکھائی گئی ہے) [illegible] رہ گیا۔ اور یکم جون ۱۹۱۰ء کو یہی [illegible] ہے اس مقابلہ سے معلوم ہوگا کہ انجمن کے خزانہ میں یکم اپریل سے لیکر یکم جون تک ڈیڑھ ہزار سے زیادہ کی کمی واقع ہوئی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ انجمن کے رسالہ میں آمدنی اور خرچ کا مقابلہ کر کے نہیں دکھایا جاتا جس سے قوم کے سمجھدار افراد کو یا کم از کم انجمنہائے احمدیہ کے سکرٹری صاحبان کو موقع مل سکے کہ وہ کمی آمدنی اور بیشی اخراجات کے موجبات پر غور کر سکیں۔ اور نہیں معلوم ہوتا کہ انجمن کی کسی مد میں نمایاں کمی ہو رہی ہے اور نہ انجمن کا رسالہ اس بات کو کھول کر بیان کرتا ہے بلکہ گذشتہ دو مہینوں سے وہ مختصر ماہوار پرچہ بھی چھاپنی بند کر دی گئی ہے۔ جو اس سے پہلے رسالہ میں چھپا کرتی تھی مندرجہ بالا مقابلہ کے علاوہ ایک اور امر بھی قابل غور ہے کہ مد پیشگی میں یکم فروری ۱۹۱۰ء کو بخزار چار سو چالیس روپے تھے یہ رقم یکم جون تک ترقی کر کے [illegible] ہو گئی تین مہینوں کے اندر اس رقم کا قریباً تین گنے کے قریب ہو جانا شاید اصول حساب کتاب کے رو سے نامناسب ہو۔ اور اگر اس قدر رقم کا خزانہ انجمن سے نکلنا بعض ضروری اخراجات کے لئے لازم ہی ہو تو بھی ماہواری گوشوارہ کے ساتھ ہی پیشگی رقوم کی تفصیل لگا دیا جانا ضروری ہے۔ یا تو ہر قسم کے گوشوارہ کو چھاپا نہ جاوے اور اگر اس کی اشاعت ضروری ہو۔ اور ضروری ہے تو پھر اس کو ایسے طور پر درج کرنا چاہئے کہ قوم اس کی اشاعت کو مقاصد کو سمجھ سکے۔ مجھے ایک امر اور اس کے متعلق کہنا ہے کہ انجمن کے قواعد میں لکھا تھا کہ گذشتہ [illegible] کہا گیا تھا کہ انجمن کا روپیہ بنک بنگال میں رہیگا اور اس سے فائدہ یہ سوچا گیا تھا کہ اس روپے کا سود اشاعت اسلام میں خرچ ہوگا۔ اب اگر یہ روپیہ جو امین کے پاس ہے بنگال بنک میں ہوتا جس کی میزان یکم جون کو ۲۴ ہزار سے اوپر ہے تو کم از کم سکرٹری کے ایک مہینے کے تنخواہ کا خرچ مفت نکل آتا۔ میں امید کرتا ہوں کہ سکرٹری صاحب ان ضروری امور پر انجمن کو توجہ دلائینگے گوشوارہ کی مدوار مقابلہ کو انشاء اللہ آئندہ قوم کی توجہ کے لئے بھیجا کرونگا۔ سردست اتنا کہتا ہوں کہ لنگرخانہ کی آمدنی مئی ۱۹۱۰ء میں بہت کم ہو گئی ہے اور یکم جون کو صرف دو سو روپے کے قریب خزانہ میں موجود تھے اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر احباب نے توجہ نہ کی۔ تو اس مرتبہ پھر لنگرخانہ مقروض ہو جائیگا۔ لنگرخانہ اشاعت اسلام کا پہلا ذریعہ ہے۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود اپنے وقت میں۔ اور آپ کے خلیفہ اعظم بلا فصل اب خصوصیت سے لنگرخانہ کی طرف متوجہ تھے ہیں۔ اسلئے سردست انجمن اگر مقبرہ بہشتی اور اشاعت اسلام کے اجزا نکال کر لنگر فنڈ میں داخل کر دے اور انجمنوں کو چندہ لنگر کے لئے خصوصاً توجہ دلائے اور اسکی مستقل آمدنی دو ہزار کے لئے انتظام کرے تو لنگرخانہ کی طرف سے سردست اطمینان ہو سکتا ہے یوں یہ جدا امر ہے کہ حضرت کی جانشین کی دعائیں فاقہ کی نوبت نہ آنے دینگی۔ یہ ہمارا یقین ہے مگر دعاؤں کے ساتھ تمسک بالاسباب بھی ضروری ہے۔ جس قدر زر دوسری مدات کو لئے دیا جاتا ہے اسکا بہی لنگرخانہ کے متعلق تحریک ہو تو اس فنڈ میں وسعت پیدا ہو سکتی ہے۔ خدا کرے کہ یہ سطور اثر انداز ثابت ہوں ؏

ہندوستان کا آنیوالا وائسرائے

ہندوستان میں آنے والے وائسرائے کا نام مشتہر ہو گیا ہے یعنی سر چارلس ہارڈنگ۔ آپ کا دادا سر ہنری ہارڈنگ پہلے ہندوستان کا گورنر جنرل رہ چکا ہے اور اب سر چارلس ہارڈنگ اسی عہدہ پر آتے ہیں۔ وائسرائے

موصوف فارسی زبان سے خوب دلچسپی اور مذاق رکھتے ہیں اور قیاس کیا جاتا ہے کہ بعض اسلامی ممالک میں رہنے کی وجہ سے وہ مسلمانوں کے جذبات اور ضروریات کا بخوبی احساس رکھتے ہیں۔ بہرحال ہم تو آنے والے حاکم کو

اہلاً و سہلاً و مرحباً

کہنے کو طیار ہیں ؏

جدید سکہ میں ناگری

ہندو اخبارات زور دے رہے ہیں کہ جدید سکہ جو قیصر جارج کے نام پر مسکوک ہوگا اس میں ناگری الفاظ یا اعداد میں اسکی قیمت ظاہر کی جاوے اگر اس سوال کا تعلق روزمرہ کی ضروریات اور سکہ کے چلن میں مشکلات سے ہوتا تو ہم بڑی خوشی سے ایسی درخواست کی تائید کرنے کو طیار ہوتے۔ مگر اس سوال کا تعلق محض قومیت اور مذہب سے ہے۔ اسلئے کہ اب تک ملکہ معظمہ بلکہ اس سے بھی پہلے کمپنی کے وقت سے لیکر انگریزی سکہ کے چلن میں ناگری حروف میں اس کا اندراج نہ ہونے کی وجہ سے کوئی دقت پیش نہیں آئی اور برابر کام ہو رہا ہے۔ اور ایک بچہ بھی جو پانچ چھ سال سے زیادہ عمر کا ہو۔ روپیہ۔ اٹھنی۔ چونی۔ دونی۔ اور اکنی میں تمیز کر سکتا ہے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اب جدید حدت کی کونسی ایسی ضرورت پیش آگئی جو یہ تجویز اختیار کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ ملک کے آریہ اخبارات تو بڑے زور سے مضامین لکھ رہے ہیں ضرورت اور مشکل کے پہلو سے تو اس جدید تجویز کی کوئی حاجت نہیں۔ ہاں اگر محض تفریح اور قومی پاسداری کے پہلو سے دیکھا جاوے تو مسلمانوں کو اسکے متعلق انکار کی بھی حاجت نہیں۔ جان کی بلا سے۔ اگر ناگری میں بھی اندراج ہو تو اس کا کیا بگڑتا ہے؟ بہترین طریق فیصلہ تو یہ ہے کہ ہندوستان میں جو زبان عدالت مسلم ہے اسمیں اندراج کافی ہے

اشتہار ایجنسی قادیان

گورداسپور پنجاب

سوداگروں کے لئے اپنے اشتہار تقسیم کرنے کا کم خرچ اور بہتر ذریعہ

[illegible]

الحکم میں نظم حامد

الحکم میں ایک عرصہ سے نظموں کا اندراج روک دیا گیا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ الحکم کا ایڈیٹر شعر گوئی کے عام مذاق کو پیدا کرنے کے خلاف ہے۔ جہاں تک ذوق سخن کا تعلق ہے فطرتی رنگ میں میں نے کبھی اسکو ناپسند نہیں کیا۔ اگرچہ الحکم میں کبھی بھی ایسی شاعری کو جگہ نہیں دیگئی جسکی منتہائے نظر محض خیالات کی بلند پرواز ہی تک ہو۔ اور معرفت حقہ سے اسے کوئی تعلق نہ ہو۔ یا روح کے جذبات اور تقاضوں پر وہ اثر انداز نہ ہو۔ تاہم اکثر کلام نہیں کہ بہت ہی کم یہ مذاق الحکم میں رہنے دیا گیا ہے۔ میرے پرانے مخدوم مہربان شاہ صاحب الحکم کے ذریعے سے اچھے مذاق سخن کی چاشنی کے تازہ کرنے کے خواہاں ہیں۔ اسلئے میں ان کی نظم کو ذیل میں درج کرتا ہوں اور اس رنگ میں اگر وہ کچھ لکھتے رہیں گے تو وہ بھی الحکم میں عزت کے ساتھ جگہ پائے گا۔ (ایڈیٹر)

(وھو ہذا)

اخویم مکرم و معظم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ذوق سخن خواہ کسی حد تک ہو سخن شناس کو دیکھتا ہے مجھے فن شعر کے لحاظ سے اگرچہ وہ پایہ حاصل نہیں کہ نقص علم عروض نظم میں نظر آئیں۔ مگر بہرحال واقعات بلا مبالغہ ایک ایسے قلب پر جو سادگی سخن کا قدردان ہو۔ کوئی نہ کوئی رنگ پیدا کر دیتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی شعر تو دل میں جگہ لے ہی لیتا ہے۔ اسوقت مجھے اپنے کسی خاص نظم کا پیش کرنا مدنظر نہیں ہے کچھ دنوں سے حافظ شیراز کا دیوان زیر مطالعہ ہے طبیعت نے اس لسان الغیب کے کلام کو ایک رنگ میں اپنے اندر لیا ہے اور ذوق نے پیدا ہو کر ایک مثنوی کی صورت میں خیالات کا اظہار کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ اخبار میں نکل جائے۔ شیخ صاحب کو پہلے میری نظموں کے درج اخبار کرنے کا اکثر شوق تھا۔ مگر ان کے اخبار نے شاید کسی وجہ پر اس رنگ کو بدل لیا ہے۔ مجھے گذشتہ رسم کو پھر تازہ کرنے کا خیال آیا کہ حافظ کا پرانہ رنگ جس نظم میں تازہ ہو وے۔ وہ الحکم میں بہ تتبع رسم کہنہ پھر تازہ طور پر درج کیا جاوے۔ سو میں آپ کے پاس بھیجتا ہوں اگر طبیعت اس رنگ کو پسند کرے اور اخبار میں درج ہونے کے لائق ہو تو درج کر دیا جاوے۔ ورنہ خیر آپ تو اسکو دیکھ ہی لینگے۔ اور شیخ صاحب بھی پرانے شوق کو پھر تازہ کر لیں گے۔ یہ بھی کافی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر احباب سلسلہ اس روش اور طریق کو جو کلام حافظ شیراز کا ایک طرز ہے پسند کریں تو میں کبھی کبھی کسی غزل کو اس رنگ میں پیش کرنے کا سلسلہ جاری کر دوں شاید کہ احباب کی دلچسپی کا باعث ہو۔ میرے آبا و اجداد کا بھی اصل وطن شیراز ہی ہے۔ اور اس کے لحاظ سے جو سادات کے سلسلہ نسب میں معروف طور پر جاری ہے ہم کو شیرازی الاصل کہتے ہیں شاید اس نسبت کے لحاظ سے میری طبیعت نے کچھ یہ رنگ اختیار کیا ہے۔ خیر اچھا کچھ ہے حاضر ہے

کلام حافظ اطراز حامد

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا
کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا

محبت جانیو ہمدم دما ہے — تعلق یہ لگا ل ہے خدا ہے
جو اسکا جام الفت پی رہے ہیں — وہی دونوں جہاں میں جی رہے ہیں
وہی مست مدور جام ساقی — کوئی مشکل نہیں جن کی باقی
اور اس کا ساغر و ناول بھی دعا ہے — یہ مشتاق الہی کی ادا ہے
غرض انکو نہیں اس شرب سے نکر — وہ مستانے ہوئے ہیں مدور سخن سے
سر ویسان کو ہی اس دیوانگی میں — وہ چپت اور چاق ہیں فرزانگی میں
لگاتے ہیں کسی عشق مدار کی — اسی ہستی میں ہے اک ہوشیاری

بوئے نافہ کاخر صبا زاں طرہ بکشاید
ز تاب جعد مشکینش چہ خوں افتاد در دلہا

کسی طرح سے تو ہی خوش کی امید — دکھاتی ہے انہیں اس ملک جاوید
دو نہیں خوف انکو جو شرن ہے — کہ تاب جعد مشکیں دلشکن ہے

مے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

گوارا ہے نہیں یہ ناگواری — اسی میں انکی ہے تقویٰ شعاری
وہ سالک کہتے ہیں پیر مغاں کو — عیاں کرتے ہیں یوں راز نہاں کو
جہاں کار رہنما وہ پیر مستاں — گئے ہیں جس کے در پر مے پرستاں
نہیں ہیں انکی صورت سو وہ جاری — اسی پر انکی ہے سب جانکاری
محبت کی یہی رنگینیاں ہیں — کہ جو بیخبروں کی لکنت بیانیاں ہیں
وہ عقل و ہوش سمیں کہہ رہے ہیں — مقامات ان کو یوں سمجھ رہے ہیں
نماز دل میں بھی اک اہل شہو ہے — کہ سجادہ پہ ان کے رنگ و بو ہے

مرا در منزل جاناں چہ امن و عیش چوں ہر دم
جرس فریاد میدارد کہ بر بندید محملہا

وہ اس منزل میں کیا آشفتہ سر ہیں — کہاں دم مشق ہے وہ بیخبر ہیں
فنائے دم میں ہمدم دم بخود ہیں — وہ موج پاک میں بے حال بد ہیں
صدائے کوچ ہر دم گونجتی ہے — ہر منزل کسی کو ڈھونڈتی ہے
وہ بے حالت میں ہیں بربستہ محمل — وہ بو یاں ہیں جاناں میں بدل

شب تاریک و بیم موج و گرداب چنیں حائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

وہ دریا محبت کے شناور — کسی کی ہمن میں جلنا جان بکسر
بلائیں متصل کیا آ رہی ہیں — شب تاریکیں گہنر رہی ہیں
کہیں طوفان دریا موجزن ہے — کہیں گرداب حائل پُر محن ہے
ہو ہر تو نفس کی آوارگی ہے — ادہر پاکوں کی جوش طولگی ہے
کہیں وہ ایک جو دنیائے دوں کا — نظارہ ہے ادہر ہم بو قتوں کا
حظوظ نفس نیچے شیدا ادہر ہیں — ز نفس مطمئنہ بے خبر ہیں
بہرحال کہ ہیں خوش باش میں وہ — بنفس خویش خواجہ تاش میں وہ
نشہ و کو مسلمان ہے جو صدق کی — نہیں حاصل میں انکی کچھ صفائی
ہیں جاذب اسکی جنب یار والے — بنفس خویش خوش اطوار والے
ملا ہے انکو نفس مطمئنہ — یقین ہے کھو گیا ان کا سفینہ
اگر کر کیا سر و ر ہیں وہ — بہرحالت سراپا نور ہیں وہ
مگر منجدھار میں جو ہی شناسی — نہیں جس پر ابھی یہ حالت آئی
وہی حافظ کا ہم آہنگ ہوگا — کہ جس کا نفس بیدل تنگ ہوگا
یہی منزل ہی پر بوس ہے دشوار — کہ ہمدم اسکو چہ رکھتی ہو بردار
سبکساران ساحل کی یہ حالت — کہ رکھتی ہو نشہ مشغولیت
اسی حالت کا اک اظہار ہے یہ
برنگ خویش حال زار ہے یہ